سلسلہ روشنی حدیث نمبر۴

امام مسلم رحمۃ اللہ نے فرمایا:

﴿لیس کل شیئ عندی وضعته ھھنا انما وضعت ھھنا ما أجمعوا علیه﴾

"میں صحیح مسلم میں ہر وہ حدیث نہیں لکھتا جو میرے نزدیک صحیح ہے،
مسلم میں تو صرف وہ احادیث جمع کی ہیں جس پر اجماع ہو چکا ہے۔"

صحیح مسلم میں بظاہر دو متعارض احادیث میں تطبیق

www.KitaboSunnat.com

تالیف

محمد حسین میمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　الحمد للہ　　ان شاء اللہ　　ماشاء اللہ　　سبحان اللہ

تمام رسولوں پر سلام ہو

معترض کے اعتراضات۔

اہل علم سے مسلم شریف کی احادیث میں موجود تضاد دُور کرنے کی گذارش

۱۔ ''صحیح مسلم حدیث نمبر 4083 جلد 4 صفحہ 215 '' : ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ برنی (کھجور کی عمدہ قسم ہے) کھجور لے کر آئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یہ کہاں سے لائے؟ بلالؓ نے کہا''میرے پاس خراب قسم کی کھجور تھی تو دو صاع اس کے دے کر میں نے ایک صاع اس کا آپ کے کھانے کے لئے خریدا''۔ جناب رسول ﷺ نے فرمایا۔''افسوس یہ تو عین سود ہے۔ ایسا مت کر لیکن تو کھجور خریدنا چاہے تو اپنی کھجور بیچ ڈال پھر اس کی قیمت کے بدلے دوسری کھجور خرید لے''

۲۔''صحیح مسلم حدیث نمبر 4090 جلد 4 صفحہ 218 '' : عبداللہ بن عباسؓ نے اسامہ بن زیدؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔''ربا نہیں ہے نقد میں''

۳۔ ''صحیح مسلم حدیث نمبر 4089 جلد 4 صفحہ 217/218 '' : ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مجھ سے اُسامہ بن زیدؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔''سُود اُدھار میں ہے۔''

ان تمام احادیث کو آپ انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں۔

http://download3.quranurdu.com/Hadith%20Sahih%20Muslim%20Sharif/muslim4.pdf

صحیح مسلم کی ان تینوں احادیث میں تعارض واضح ہے۔ کیونکہ حدیث 4083 میں کھجور کے نقد لین دین کو عین ربا قرار دیا گیا ہے جبکہ حدیث 4090 میں لکھا ہے''ربا نہیں ہے نقد میں'' اور۔۔۔۔۔۔ اسی طرح حدیث 4089 میں لکھا ہے کہ''سُود اُدھار میں ہے''یعنی سُود نقد میں نہیں ہے۔

''صحیح مسلم حدیث نمبر 4061 جلد 4 صفحہ 209/210 ''

عبادہ بن صامتؓ کھڑے ہوئے اور کہا''میں نے رسول ﷺ سے سُنا ہے کہ آپ منع کرتے تھے سونے کو سونے کے بدلے اور نمک کو نمک کے بدلے مگر برابر برابر نقد پھر جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو ربا ہو گیا''۔ یہ سُن کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے جو لیا تھا پھیر دیا۔ معاویہؓ کو یہ خبر پہنچی وہ خطبہ پڑھنے لگے کھڑے ہو کر "کیا حال ہے لوگوں کا؟ جناب رسول خدا ﷺ سے وہ حدیثیں روایت کرتے ہیں جن کو ہم نے نہیں سُنا اور ہم آپ کے پاس حاضر رہے اور آپ کی صحبت میں رہے۔" پھر عبادہؓ کھڑے ہوئے اور قصہ بیان کیا بعد اُس کے کہا "ہم تو وہ حدیث ضرور ہی بیان کریں گے جو جناب رسول خدا ﷺ سے سُنی اگر چہ معاویہؓ کو بُرا معلوم ہو یا یوں کہا۔ اگر چہ معاویہؓ کی ذلت ہو میں پرواہ نہیں کرتا۔"

کاتب وحی، خلیفۃ المسلمین حضرت امیر معاویہؓ کی اس خطبہ سے واضح ہو گیا کہ سود نقد میں نہیں ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے نقد سودے کو سُود نہیں سمجھا بلکہ انہوں نے اس میں سُود سمجھنے والوں کے موقف کے خلاف واضح طور پر ممبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اپنی تعجب اور حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ "کیا حال ہے لوگوں کا؟ جناب رسول خدا ﷺ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں جن کو ہم نے نہیں سُنا اور ہم آپ کے پاس حاضر رہے اور آپ کی صحبت میں رہے۔"

حضرت امیر معاویہؓ کی حدیث میرے موقف کے حق میں فیصلہ کن ثابت ہوئی ہے اور میں نے اسی بات پر مباہلہ کا چیلنج دیا تھا کہ سود نقد میں نہیں ہے اور مسلم شریف کی دو حدیثوں میں واضح تضاد موجود ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ کی بیان کردہ واضح خطبہ کی موجودگی میں متضاد حدیث کی تاویل کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

حدیث پر کامل عبور رکھنے والے محققین، علمائے کرام ربا کے متعلق مسلم شریف کی دو متضاد حدیثوں (کھجور والی اور نقد والی حدیث) پر مزید تحقیق کریں۔ اس بات کو ضرور یاد رکھیں کہ قرآن شریف کی آیتوں (سورۃ بقرۃ آیت نمبر 278/279/280) میں صرف اور صرف اُدھار والے سُود کا ذکر ہے۔ جبکہ پورے قرآن میں نقد میں سُود کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ قرآن کی روشنی میں بھی حضرت معاویہؓ صحیح ثابت ہوتے ہیں۔

ان تمام اعتراض کے تفصیلی جوابات دیے ہیں محمد حسین میمن نے جو کے صدر ہیں تحفظ حدیث فاؤنڈیشن کے۔

وزٹ کریں ہماری ویب سائٹ۔۔۔۔۔

www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم میں بظاہر دو متعارض احادیث میں تطبیق

بعض لوگ سر سری طور پر احادیث کے مطالعہ کے بعد جب انہیں حدیث کے صحیح معنی آشکار نہیں ہوتے تو وہ جھٹ سے اسے قرآن مجید کے خلاف یا دو صحیح احادیثوں کو متصادم قرار دے کر باطل ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں جو کہ جہالت اور انکار حدیث کی سازش میں ہاتھ بٹانے کے مترادف ہے، صحیح مسلم کے بارے میں خود امام مسلمؒ فرماتے ہیں:

لیس کل شیئ عندی وضعته ههنا انما وضعت ههنا ما اجمعوا الیه

(صحیح مسلم باب التشهد فی الصلاة)

"میں صحیح مسلم میں ہر وہ حدیث نہیں لکھتا جو میرے نزدیک صحیح ہے مسلم میں تو صرف وہ احادیث لکھی ہے جس پر اجماع ہو چکا ہے۔"

غور فرمائیں صحیح مسلم کی تمام تر صحیح احادیث پر امت کا اجماع ہے اور صحابہ سے لے کر آج تک بڑے بڑے احادیث کے ماہر گزرے اور صحیح مسلم کی احادیث پر عمل کرتے رہے اور اسے حق سمجھتے رہے لیکن آج سینکڑوں سال بعد ایک شخص کو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حدیث صحیح نہیں اور وہ اس کا خوب اعلان کرتا پھرتا ہے غور کیجئے آج سے قبل جو بھی ان احادیث کو صحیح مانتے تھے کیا وہ سب گمراہ تھے؟ یا ان کو وہ بات سمجھ میں نہ آئی آج ایسے شخص کو سمجھ میں آگئی جو عربی متن پڑھنے کے بھی قابل نہیں۔

قارئین کرام! یہ سب کچھ ذہنوں کی اختراعات ہیں بخاری و مسلم میں جو مرفوع اور متصل احادیث ہیں ان کا رسول اللہ ﷺ کی احادیث ہونے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں اب ہم یہاں مسلم کی وہ روایات نقل کئے دیتے ہیں جنہیں ایک دوسرے کے ساتھ متصادم ٹھہرا کر رد کر دیا گیا۔

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مسلم کتاب المساقات میں حدیث ذکر فرماتے ہیں:

"عن اسامۃ بن زیدؓ ان رسول اللہ ﷺ قال : لا ربأ فیما کان یدأ بید" (صحیح مسلم، ج4ص219کتاب البیوع)

"اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ربا(سود) نہیں ہے نقد از نقد میں۔"

مذکورہ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نقد از نقد میں سود نہیں ہوتا لیکن اس کے خلاف دوسری حدیث جو کہ صحیح مسلم کتاب البیوع المساقات والمزارعات میں نقل فرمائی ہے:

"عن ابی سعیدؓ یقول جاء بلالؓ بتمر برنی فقال لہ رسول اللہ من این ھذا؟۔۔۔" (صحیح مسلم ج4ص215)

"ابو سعید ؓ فرماتے ہیں کہ سیدنا بلال ؓ برنی (یں ایک عمدہ قسم کی) کھجورلے کر آئے۔جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کہاں سے لائے بلال ؓ نے کہا میرے پاس خراب قسم کی کھجور تھی تو دو صاع اس کو دے کر میں نے ایک صاع اس کا آپ کے کھانے کیلئے خرید ا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افسوس یہ تو عین سود ہے ایسا مت کر لیکن جب تو کھجور خریدنا چاہے تو اپنی کھجور بیچ ڈال پھر اس کی قیمت کے بدلے دوسری کھجور خرید لے۔"

پہلی حدیث میں بظاہر معلوم ہوا تھا کہ نقد از نقد سود نہیں۔ لیکن دوسری حدیث جو بلال ؓ سے مروی ہے وہ یہ ثابت کر رہی ہے کہ بلال ؓ نے نقد ہی سودا کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اسے عین سود قرار دیا لہذا ان دونوں احادیث میں سے کس حدیث کو سچا مانا جائے گا کونسی حدیث کو عمل کے قابل سمجھا جائے گا۔

جواب : اگر سرسری طور پر قرآن مجید کا بھی مطالعہ کیا جائے تو وہاں بھی اس طرح کے اعتراضات کے انبار لگ جائیں گے اسی لئے قرآن مجید نے اعلان فرمایا کہ:

" اہل ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔" (النحل آیت 43)

لہذا اپنی انگل کے گھوڑے دوڑانے سے بہتر یہی ہے کہ اہل فن کی تصریحات اور ان کے

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم سے فوائد حاصل کیے جائیں۔

قارئین کرام ! مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں کسی قسم کا کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ دونوں صحیح اور اپنی جگہ درست ہیں کیونکہ ان دونوں احادیث کا تعلق اپنے موقع اور محل کے ساتھ ہے۔ وہ حدیث جس میں مذکور ہے کہ نقداً نقد سود نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ جنس مختلف ہوں اگر جنس میں تبدیلی ہوگی تو سود کی شکل بن سکتی ہے جیسا کہ بلال t کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک اور حدیث موجود ہے جو ان دونوں احادیث کا مقام اور محل کو اپنی جگہ صحیح ثابت کرتی ہے۔اور وہ حدیث ان دونوں کے تعارض کو دور کرتی ہے۔

"عن ابی هريرة قال: قال رسول الله التمر بالتمر، الحنطة بالحنطة،والشعير بالشعير، والملح بالملح ،مثلا بمثل، يدا بيد،فمن زاد أو استزاد فقد أربى، الا مااختلف ألوانه"

(صحيح مسلم كتاب المساقات رقم الحديث 1588)

"سیدنا ابوہریرہ t سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیچ کھجور کو کھجور کے بدلے اور گیہوں کو گیہوں کے بدلے اور جو کو جو کے بدلے برابر برابر نقداً نقد پھر جو کوئی زیادہ دے یا زیادہ لے تو سود ہوگیا مگر جب قسم بدل جائے (تو زیادہ اور کمی درست ہے)۔"

غور فرمائیں بلال t کی حدیث اسامہ t کی حدیث کے مخالف ہرگز نہیں کیونکہ بلال t نے دو صاع گھٹیا کھجور دے کر ایک صاع اچھی کھجور خریدی لہٰذا ابوہریرہ t والی حدیث نے یہ واضح کر دیا کہ نقداً نقد میں قسم کی تبدیلی نہیں ہے تو زیادہ دے کر کم چیز خریدنا عین سود ہے اور بلال t نے بھی زیادہ کھجور دے کر کم کھجور خریدا اسی تبدیلی کیلئے رسول اللہ ﷺ نے اسے عین سود قرار دیا اگر بلال t جنس کی تبدیلی کے ساتھ سودا کرتے مثلاً گیہوں کے بدلے نمک یا جو کے بدلے گیہوں خریدتے تو سود نہ ہوتا یہی مراد ہے ان دونوں احادیث کی لہٰذا ان میں کسی قسم کا کوئی تعارض نہیں ہے۔ اب ان دونوں احادیث میں بخوبی تطبیق قائم ہوگئی اور کسی قسم کا کوئی تعارض باقی نہ رہا اس کے باوجود اگر کوئی تعارض پیش کرے اور وہ یہ کہے کہ مجھ پر الہام

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوا ہے تو یہ الہامی بشر نہ ہوگا بلکہ یہ الہامی گرگٹ تو ضرور ہو سکتا ہے۔کیونکہ حدیث صحیح دین کا اساسہ ہے اس کے خلاف الہام نہیں بلکہ وسوسات ہوا کرتے ہیں جو شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔مزید سنیئے:

صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فاذا اختلف هذه الاصناف فبیعوا کیف شئتم اذا کان یدا بید۔"

"جب قسم بدل جائے (مثلاً گیہوں جو کے بدلے) تو جس طرح چاہے بیچو (کم وبیش) پر نقد ہونا ضرور ہے۔"

اب اس حدیث نے نقد از نقد سود نہیں ہے کو واضح کر دیا کہ جنس میں تبدیلی ہو اور نقد سودا ہو تو سود نہیں ہے اگر قسم ایک ہے اور کمی بیشی ہے تو عین سود ہے۔

تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ جس حدیث میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ نقد از نقد سود نہیں اس سے مراد جب جنس مختلف ہوں اور بلال ؓ کی حدیث جس میں نقد از نقد ہی سودا ہوا تھا تو وہ سودا س لئے قرار دیا گیا کہ وہ جنس ایک ہی تھی کیونکہ ابو ہریرہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما کی حدیث نے خلاصہ کر دیا گر جنس ایک ہی ہو تو اسکی کمی بیشی ربا سود ہوا کرتا ہے۔

اب ہم اس مسئلہ پر مزید گفتگو کرتے ہیں۔

یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ ایک قرآن مجید کی آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہے اس بنیادی قاعدہ سے ایک پہلی جماعت کا طالب علم بھی واقف ہے بظاہر کسی حدیث کو دیکھ کر اگر دوسری حدیث سے متعارض معلوم ہوتی ہے تو وہ ضروری نہیں کہ واقعتاً ہی وہ متعارض ہو کیونکہ اس قسم کا ظاہری تعارض تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے کہ دو آیات بظاہر ایک دوسرے کے خلاف دکھائی دیتی ہیں۔مگر تیسری آیت ان دونوں کے تعارض کو رفع کرتی ہے۔مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

www.KitaboSunnat.com

رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿﴾)
(هود :106,107)

"لیکن جو بدبخت ہوئے وہ دوزخ میں ہونگے وہاں چیخیں گے چلائیں گے وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان اور زمین برقرار ہیں۔"

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے برقراری تک کافروں کو دوزخ میں رہنے کا اعلان فرمایا، مگر دوسری آیت ان جہنمیوں کے بارے میں کچھ اور اعلان کرتی نظر آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(يَحْزَنُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝) (البقرۃ: ۳۹)

"اور جو انکار کرکے ہماری آیات کو جھٹلائیں وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔"

سورۃ البقرۃ کی آیت اس مسئلہ پر دلالت کرتی ہے کہ جہنمی لوگ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے وہ کافر جہنم سے کبھی بھی نہ نکل پائیں گے، مگر سورۃ ھود کی آیت ان جہنمی لوگوں کو ہمیشہ کا عذاب نہیں بلکہ آسمان وزمین کے قائم رہنے تک عذاب کی وعید سنا رہی ہے، بظاہر ان دونوں آیات میں تعارض موجود ہے، اور اگر کوئی مستشرق بھی اس معترض کی طرح یہ رٹ لگائے اور یہ رٹ لگاتا جائے کہ میں چیلنج کرتا ہوں تمام علماء کو کہ وہ ان دونوں آیات کے تعرض کو دور کریں، جب علماء جواب دیں تو وہ کہے کہ میں نہ مانوں میرے نزدیک تو تعارض ہے۔۔۔۔ تو بتایئے اب کس طرح اس مستشرق کو سمجھایا جائے؟ حالانکہ دونوں آیات میں جو بظاہر تعارض ہے اس تعارض کو تیسری آیت رفع کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝) (ابراہیم: ۴۸)

"جس دن زمین اس زمین کے سوا اور ہی بدل دی جائے اور آسمان بھی اور سب کے سب اللہ واحد غلبے والے کے روبرو ہوں گے۔"

سورۃ ابراہیم کی آیت مبارکہ نے ان دونوں آیات کے تعارض کو رفع کردیا کہ قیامت کے وقت ان آسمانوں اور زمینوں کو تبدیل کردیا جائے گا یعنی سورۃ ھود میں جس آسمان اور زمین کا

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ذکر کیا گیا ہے وہ دنیاوی نہیں بلکہ وہ آسمان اور زمین ہونگے جن کو دائمی اللہ تعالی برقرار رکھے گا اسی بات کو قرآن مجید کے رشارح سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے سمجھایا (جن کی حدیث میں معترض کو تعارض جابجا نظر آتا ہے) جن کو قرآن کی تبیان تفسیر اور اس کے خلاصہ کے منصب پر اللہ تعالی نے خود فائز فرمایا آپ ﷺ کی حدیث ہے:

امی عائشہ ؓ نے پوچھا کہ جب آسمان وزمین بدل دیئے جائیں گے تو لوگ اس دن کہاں ہونگے ؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا" صراط پر" یعنی پل صراط پر۔(صحیح مسلم ، صفة القیامة)

قارئین کرام ! آپ نے پڑھا اور سمجھا کہ بظاہر دونوں آیات میں تعارض تھا مگر تیسری آیت نے ان دونوں آیات میں مناسبت اور تطبیق مہیا فرمادی۔

بعین اسی طرح سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نقدا نقد میں سود نہیں ہے اور دوسری حدیث کہ بلال رضی اللہ عنہ نے دو صاع بری کھجور دے کر جو گھٹیا تھیں ایک صاع اچھی کھجور خریدی آپ ﷺ نے فرمایا عین سود ہے حالانکہ یہ سودا بھی نقد ہو رہا ہے۔ بظاہر ان دونوں احادیث میں تعارض موجود ہے جس طرح قرآن مجید میں بظاہر تعارض تھا۔ مگر تیسری حدیث نے اس تعارض کو دور فرمادیا۔

ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بیچ کھجور کو کھجور کے بدلے اور گیہوں کو گیہوں کے بدلے اور جو کو جو کے بدلے برابر برابر نقدا نقد پھر جو کوئی زیادہ لے تو سود ہو گیا مگر جب قسم بدل جائے (مثلاً کھجور گیہوں کے بدلے جو نمک کے بدلے وغیرہ۔ تو زیادہ اور کم درست ہے)۔"

اس تیسری حدیث نے واضح کیا کہ جب جنس ایک ہو یعنی کھجور کھجور کے بدلے جو جو کے بدلے اور اس میں کمی بیشی ہوگی تو وہ سود ہوگا اور اگر جنس تبدیل ہوگی تو کمی بیشی جائز ہے نقد پر لہذا واضح ہوا کہ جس حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ نقد میں سود نہیں اس سے مراد وہ تجارت ہے جو جنس کی تبدیلی کے ساتھ ہوگی اور بلال ؓ والی حدیث اس پر دال ہے کہ اگر جنس مختلف

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوں تو کمی بیشی نقد میں بھی سود ہوگی۔

اس نکتہ کو بھی یاد رکھا جائے جس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ سود ادھار میں ہے اس حدیث کا ایک اور حصہ بھی ہے جس میں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق اجناس کی تبدیلی کے ساتھ مشروط ہے، اور اس کا تعلق ہرگز ایک جنس والی حدیث سے نہیں ہے۔ (جیسے بلال رضی اللہ عنہ والی حدیث) کیونکہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا ہے "گیہوں کو جو اور سونے کو چاندی کے بدلے بیچنا کیسا ہے؟" (یعنی مختلف اجناس ہوں) تو آپ ﷺ نے فرمایا "لا ربا الا فی النسیئۃ" سود ادھار میں ہے۔ دیکھیے امام سرخسی کی (المبسوط، ج ۱۲) اب اس حدیث سے یاں طور پر واضح ہو گیا کہ سود ادھار میں ہے کا تعلق جنس کی تبدیلی کے ساتھ مشروط ہے۔ اب اسے زبردستی بلال رضی اللہ عنہ والی حدیث سے متصادم ٹھہرا کر اسے رد کر دینا یہ صرف نفس کی اتباع اور اپنے مذموم عقائد کی آبیاری ہی ہے۔

یہ ہے جواب ان احادیث کا جنہیں معترض سمجھنے سے قاصر رہے یا وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتے اللہ بہتر جانتا ہے دلوں کے حالات کو۔۔۔۔

دو معروف صحابی سیدنا ابن عمرؓ اور سیدنا ابن عباسؓ بھی شروع میں اس بات کے قائل تھے کہ نقد سودے میں سود نہیں ہوا کرتا۔ مگر جب ان تک حدیث پہنچی تو انہوں نے اپنے موقف سے رجوع فرمایا امام مسلم ذکر فرماتے ہیں:

"عن ابی نضرۃ قال سئلت ابن عمر وابن عباس عن الصرّف فلم یریا بہ بأسا فانی لقاعد عند ابی سعید الخدری ؓ فسألتہ عن الصّرف فقال ماذاد فھو ربا فانکرت ذالک لقو لھما فقال الا أحدثک الا ما سمعت من رسول اللہ ﷺ جاء صاحب نخلۃ بصاع من تمر طیّب وکان تمر النبی ﷺ ھذا اللون فقال لہ النبی ﷺ انی لک ھذا؟ قال انطلقت بصاعین۔۔۔"

(رواہ مسلم کتاب المساقات رقم الحدیث ۴۰۶۳)

"ابو نضرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

www.KitaboSunnat.com

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

صرف کے بارے میں (یعنی سونے چاندی کی بیع کو سونے چاندی کے بدلے یعنی ایک ہی جنس ہو) انہوں نے اس بیع میں کوئی قباحت نہیں دیکھی (اگرچہ کمی بیشی ہو بشرطیکہ نقد از نقد ہو) پھر میں بیٹھا تھا ابو سعید رضی اللہ عنہ کے پاس ان سے میں نے پوچھا صرف کو۔ انہوں نے فرمایا کہ جو زیادہ ہو وہ ربا ہے۔ میں نے اس کا انکار کیا بوجہ ابن عمر اور ابن عباس کے کہنے پر۔ ابو سعید ؓ نے فرمایا میں تجھ سے نہیں بیان کرونگا مگر جو سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کے پاس ایک کھجور والا ایک صاع عمدہ کھجور لے کر گیا (یہ اسی حدیث سے ملتا جلتا مفہوم ہے جس کا معترض نے انکار کیا ہے جو بلال ؓ کے حوالے سے مسلم شریف میں نقل کیا گیا ہے) اور رسول اللہ ﷺ کی کھجور اس قسم کی تھی تب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کھجور کہاں سے لایا وہ بولا میں دو صاع کھجور لے کر گیا اور اس کے بدلے ایک صاع اس کھجور کو خریدا۔ کیونکہ اس کا نرخ بازار میں ایسا ہی ہے اور اس کا نرخ ایسا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا خرابی ہو تیری، سود دیا تو نے۔ جب تو ایسا کرنا چاہے تو اپنی کھجور کسی اور شے کے بدلے بیچ ڈال پھر اس شے کے بدلے جو کھجور تو چاہے خرید لے۔ ابو سعید رضی اللہ نے کہا تو کھجور جب کھجور کے بدلے دی جائے تو اس میں سود ہو تو چاندی جب چاندی کے بدلے دی جائے (کم زیادتی کے ساتھ) تو اس میں سود ضرور ہوگا) اگرچہ نقد از نقد ہو) ابو نضرہ نے فرمایا کہ پھر میں ابن عمر ؓ کے پاس آیا تو اس کے بعد انہوں نے بھی منع کیا (کہ اگر جنس ایک ہی ہے اور اس میں کمی زیادتی ہے چاہے وہ نقد پر ہو تو وہ جائز نہیں) اور میں ابن عباس ؓ کے پاس نہیں گیا۔ لیکن مجھ سے ابو الصہبا نے حدیث بیان کی انہوں نے ابن عباس ؓ سے پوچھا مکے میں تو آپ نے بھی اس بیع کو مکروہ جانا۔ (یعنی ابن عمر ؓ کی طرح ابن عباس ؓ نے بھی اپنے موقف کو حدیث ملتے ہی تبدیل کر دیا)۔"

بلکہ امام حاکمؒ نے المستدرک الحاکم میں یہاں حدیث کا اضافہ کیا ہے کہ:

"انہ رجع عن ذالک لما ذکر لہ ابو سعید حدیث الذی فی الباب واستغفر اللہ وکان ینھیٰ عنہ اشد۔"

"جب ابو سعید ؓ کی حدیث (ابن عباس ؓ) تک پہنچی تو آپ نے اللہ سے استغفار کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور (اپنے سابقہ موقف سے) سختی سے روکتے۔"

امام حازمی نے یہاں تک نقل فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ:

"کان ذالک برائیی وھذا ابو سعید الخدری یحدثنی عن رسول اللہ ﷺ فترکت رأییی الی حدیث رسول اللہ ﷺ" (نیل الاوطار، ج۵، ص۲۵۰)

"ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (نقد از نقد سودے پر سود نہیں ہوتا جب ایک جنس ہو) یہ میری رائے تھی اور ابو سعیدؓ نے ہمیں حدیث رسول ﷺ بیان فرمائی ہے اور میں اپنی رائے کو ترک کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے لیے۔"

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے زیاد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے جو ابن عباس کے غلام تھے۔ آپ نے فرمایا:

"فرجع عن الصرف قبل ایموت بسبعین یوماً" (مصنف عبدالرزاق، رقم:۱۴۵۴۸)

"ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیع صرف سے اپنے انتقال سے ستر (۷۰) روز قبل رجوع فرمایا"

امام طبرانی نے معجم الکبیر میں فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیع صرف کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے اور فرماتے "استغفراللہ واتوب الیہ من الصرف"۔

ڈاکٹر واھبۃ الذھیلی حفظہ اللہ نے فرمایا کہ اسامہؓ والی حدیث کہ "سود ادھار میں ہے" اور وہ حدیث جو ایک جنس کے ساتھ ہو اور کمی بیشی ہو سود ہے۔ ان دونوں احادیث پر سود کے حکم پر تابعین کا اجماع ہے۔ (الفقۃ الاسلامیۃ، ج۵، ص۳۷۳)

اس حدیث سے واضح طور پر صحابہ کا اپنے موقف سے رجوع کرنا ثابت ہوگیا الحمد للہ کیونکہ صحابہ کا موقف صحیح حدیث ہوا کرتا ہے یہ لوگ حدیث کے مقابلے میں قیاس یا ایک صحابی حدیث کے مقابلے میں کسی دوسرے صحابی یا شخص کی بات کو قبول نہیں کرتے تھے بلکہ حدیث

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملنے پر تمام قیاسات کو ترک کر کے حدیث کو قبول فرماتے اور اس کے مطابق عمل کرتے۔

قارئین کرام غور فرمایئے جس حدیث پر معترض نے چیلنج کیا اس موقف سے صحابہ کرام نے رجوع کر لیا تھا اور وہ سیدنا بلال ؓ عبادہ بن صامت ابو سعید الخدری اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہم کی احادیث کو قبول فرمایا۔

بہت خوبصورت بات کہی امام نووی رحمہ اللہ نے آپ فرماتے ہیں:

"معنی ماذکرہ أولاً من ابن عمرؓ وابن عباسؓ: أنهما کانا یعتقد انہ لاربا فیما کان یدا بید،وانہ یجوز بیع درهم بردهمین،ودینار بدینارین۔۔۔وکان معتمدهما حدیث أسامة بن زید"انما الربافی النسیئة" ثم رجع ابن عمروابن عباس عن ذالک حین بلغهما حدیث ابی سعید ، کما ذکرہ مسلم من رجوعهما صریحا وهذه الاحادیث التی ذکرها مسلم تدل علی ان ابن عمروابن عباس لم یکن بلغهما حدیث النهی عن التفاضل فی غیر النسیئة فلما بلغهما رجعاالیه" (الدیباج ،ج۴ص۱۳۶)

"پہلے ابن عمر اور ابن عباس کا یہ مذہب تھا کہ جب نقد از نقد بیع ہو تو کمی بیشی ربا نہیں ہوتا۔ اگرچہ ایک ہی جنس ہو اور جائز کہتے تھے ایک ہی درہم کی بیع کو دو درہم کے بدلے اور ایک دینار کی دو دینار کے بدلے اور ایک صاع کھجور کو دو صاع کھجور کے بدلے اور اسی طرح گیہوں اور تمام ربوی اجناس میں وہ کم و بیش بیچنا جائز کہتے تھے۔ بشرطیکہ دست بدست ہو اور جو ادھار ہو وہ ربا ہوگا پھر ان دونوں صحابہ نے رجوع کر لیا کیونکہ ممانعت والی حدیث ان تک نہیں پہنچی تھی جب پہنچ گئی تو دونوں صحابہ کرام ؓ نے اپنے موقف سے رجوع فرمایا۔"

ان احادیث اور اقتباسات سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ ابن عمر اور ابن عباس یہ دونوں کبار صحابہ رضی اللہ عنہما نے اپنے موقف کو تبدیل کیا۔ ابن عباس ؓ قرآن مجید کے بہت بڑے عالم تھے اور آپ ﷺ نے انہیں قرآن کے علم کی دعا دی تھی اور یہ دعا قبول ہوئی جس کی پاداش میں آپ صحابہ میں بہت بڑے مفسر قرآن مشہور ہوئے۔ لیکن اس کے باوجود جب

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث آئی تو آپ ؓ نے یہ نہیں کیا جیسا کہ معترض نے اعتراض کیا کہ پورے قرآن میں نقد میں سود کا کوئی ذکر نہیں ہے، بلکہ ابن عباس جو مفسر قرآن اور عالم قرآن تھے آپ نے فوراً حدیث کی طرف رجوع کیا اور اپنے موقف کو تبدیل فرمایا۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ قرآن کی صحیح منشاء اور تعبیر حدیث رسول ﷺ میں ہی ذم ہے۔

نوٹ: ہم آگے معترض کو قرآن مجید کی آیت کے بارے میں بھی جواب دیں گے۔ ان شاء اللہ

یہ اس بات کی مبین دلیل ہے کہ صحیح احادیث کی طرف رجوع کرنا ایمانداری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کیونکہ اگر معترض اپنے موقف کو تبدیل نہ کرے گا تو وہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ "ابن عباس، ابن عمر، عبادہ بن صامت، ابوہریرہ، بلال، ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہم یہ سب غلط موقف پر تھے جو کہ سراسر زیادتی ہے کیونکہ صحابہ کرام نے واضح فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جب صحابی گواہی دے رہا ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے تو وہ واضح کر رہا ہے کہ وہ حدیث رسول ہی ہے اور آپ بخوبی جانتے ہیں صحابہ کرام ؓ حدیث پر اپنی جانوں کو نچھاور فرمایا کرتے تھے۔ اور خصوصاً جب وہ حدیث بیان کرتے تو وہی الفاظ یا مفہوم بیان کرتے جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

اب ہم آتے ہیں معترض کی اس دلیل کی طرف جو کہ انہوں نے

1. ابوہریرۃ
2. ابو سعید
3. ابن عباس
4. ابن عمر
5. عبادہ بن صامت
6. عمر رضی اللہ عنہم

کی احادیث کے رد میں پیش کی ہے۔

معترض اپنے موقف "کہ سود نقد میں نہیں ہے" کو ثابت کرنے کیلئے ایک حدیث کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

www.KitaboSunnat.com

پیش کرتے ہیں (یہاں اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ معترض نے جو حدیث اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے پیش کی ہے وہ بھی مسلم کی ہے اور جو رد کر رہا ہے وہ بھی صحیح مسلم کی ہی ہے بس بات اتنی سی ہے کہ جو حدیث ان کے ذہن میں آگئی وہ صحیح اور جو ان کے ذہن اور موقف کے خلاف ہوگی وہ متعارض ہوگی یعنی پرکھنے کا توازن اور معیار ان کی ناقص عقل ٹھہری۔۔۔۔حالانکہ حدیث کو پرکھنے کا فن اسماء الرجال بھی ہے اس فن کے مطابق بھی دونوں احادیث سند کے اعتبار سے بے غبار اور قوی الاسناد ہیں۔ معترض لکھتا ہے:

عبادہ بن صامت ؓ کھڑے ہوئے اور کہا" میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ منع کرتے تھے سونے کو سونے کے بدلے اور ٹین کو ٹین کے بدلے مگر برابر برابر نقد پھر جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو ربا ہو گیا " یہ سن کر لوگوں نے جو لیا تھا پھیر دیا معاویہ ؓ کو یہ خبر پہنچی وہ خطبہ پڑھنے لگے کھڑے ہو کر" کیا حال ہے لوگوں کا؟ جناب رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیثیں روایت کرتے ہیں جن کو ہم نے نہیں سنا اور ہم آپ کے پاس حاضر رہے اور آپ کی صحبت میں رہے۔ پھر عبادہ ؓ کھڑے ہوئے اور قصہ بیان کیا بعد اس کے کہا ہم تو وہ حدیث ضروری بیان کریں گے جو رسول اللہ ﷺ سے سنی اگرچہ معاویہ ؓ کو برا معلوم ہو یا یوں کہا۔ اگرچہ معاویہ ؓ کی ذلت ہو میں پرواہ نہیں کرتا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کتاب المساقات میں ذکر فرمایا ہے،

معترض اس حدیث سے اپنا موقف ثابت کرنا چاہ رہا ہے کہ عبادۃ بن صامت رضی اللہ نے جو حدیث بیان کی (کہ نقد میں بھی سود ہو سکتا ہے) اس کے خلاف انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا اور ان کے قول کو حدیث سمجھ کر فیصلہ کن قرار دیا اور جو صحابی صراحتاً کہہ رہے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور معترض اس کو قبول کرنے سے رک رہے ہیں کیونکہ یہ حدیث جو رسول اللہ ﷺ سے عبادۃ بن صامت نے سنی رد ہو گئی اس لئے کہ معترض کے موقف کے خلاف ہے اور امیر معاویہ ؓ جو بات کہہ رہے ہیں وہ حدیث نہیں بیان کر رہے مگر ان کا قول ہے اور وہ مقبول ٹھہرا کیوں کہ وہ معترض کے موقف کی تائید میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اگر ہم حدیث کے الفاظ پر غور کریں تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مابال رجال یتحدّثون عن رسول اللہ ﷺ احادیث قد کنا نشھدہ ونصحبہ فلم نسمعھا منہ"

یعنی کیا حال ہے لوگوں کا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے احادیث بیان کرتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی لیکن ہم نے یہ حدیث آپ ﷺ سے نہیں سنی۔

امیر معاویہ ؓ کا یہ فرمان کہ ہم نے یہ حدیث نہیں سنی تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث جس کا ذکر عبادہ بن صامت ؓ کر رہے ہیں یہ حدیث معاویہ ؓ کے علم میں نہ تھی چنانچہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ ہر حدیث کا علم ہر صحابی کو نہ ہوا اور نہ ہی ہر حدیث کا ادراک ہر صحابی ہو سکا۔ حتی کہ کبار صحابہ، خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر، اصحاب احد تک بھی تمام احادیث کا پہنچنا ثابت نہیں۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اس مسئلے پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے، مزید دلائل کے لیے اعلام الموقعین، ج ۲، صفحہ ۱۹ کا مطالعہ مفید رہے گا۔ لہذا اسی طریقے سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک بھی یہ حدیث نہیں پہنچی تھی، اس لیے وہ اس کا انکار کر رہے تھے۔

چیلنج:

میرا تمام معترضین کو چیلنج ہے کہ وہ امیر معاویہ کے اس قول کو حدیث ہونا ثابت کر دیں کیونکہ معترض یہی ثابت کر رہا ہے کہ یہ حدیث ہے جیسا کہ اس نے اپنے خط یا اقتباسات میں تحریر کیا ہے (یاد رکھا جائے جن صحابہ نے یہ روایت کیا ہے کہ ربا نہیں ہے نقد میں اس حدیث کا تعلق اجناس کی تبدیلی کے ساتھ مشروط ہے۔ اور عبادہ بن صامت ؓ اور امیر معاویہ ؓ کی گفتگو کا تعلق ایک ہی جنس پر سودے کے ساتھ ہے۔ ایک ہی جنس میں اگر کمی بیشی ہوگی یہ سود ہوگا اور اس کو سود نہ قرار دینے پر کوئی حدیث نہیں اسی لئے معاویہ رضی اللہ عنہ دلیل مہیا نہ کر سکے اور ہمارا چیلنج بھی اسی مسئلے کیساتھ خاص ہے کہ امیر معاویہؓ سے وہ حدیث ثابت کریں کہ ایک جنس میں اگر بیع ہو نقد از نقد تو کمی بیشی ہرگز سود نہیں ہوتی۔) ہم یہ بات بہت رسوخ

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کر رہے ہیں کہ امیر معاویہ ؓ نے کوئی حدیث نقل نہیں کی بلکہ وہ ان کی ایک رائے تھی جو کہ حدیث نامعلوم ہونے کی واضح دلیل ہے، کئی ایسے صحابہ کرام موجود ہیں جنہیں کئی مسائل کا علم یا احادیث کا علم نہ ہو سکا اور بعد میں ان تک احادیث کو پہنچایا گیا اور انہوں نے رجوع کیا۔ میرے خیال سے معترض اس بات سے بھی ناواقف ہو گئے کیونکہ یہ علم حدیث سے تعلق رکھنے والا مضمون ہے میرا ایمان یہ ہے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے خلاف کسی امتی، حتی کہ بڑی سے بڑی ہستی کی بھی بات نہیں مانی جائے گی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی اتباع لازمی ہوگی۔ اور آپ کے فیصلے کا نفاذ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ (النساء: ٦٥)

"سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلہ آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔"

آیت مذکورہ نے یہ واضح کیا کہ فیصلہ رسول اللہ ﷺ کا ہی چلے گا اور جو آپ کے فیصلے سے رو گردانی کرتا ہے وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔

ہمیں تمام اقوال پر رسول اللہ ﷺ ہی کے اقوال کو ترجیح دینی ہوگی اب ہم یہ واضح کریں گے کہ سیدنا امیر معاویہ ؓ عدم حدیث کی وجہ سے آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا کیونکہ عبادہ بن صامت حدیث بیان کر رہے تھے اگر معاویہ ؓ کے پاس اپنے موقف کی حدیث ہوتی تو وہ اپنے موقف کی تائید کے لئے حدیث کا سہارا لازمی لیتے یا حدیث پیش کرتے۔ مذکورہ مسئلے میں عبادہ بن صامت ؓ کا قول واضح ہے کہ وہ حدیث رسول ﷺ بیان فرما رہے تھے اور امیر معاویہ حدیث نہیں بلکہ اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے۔

جی وہ اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے اور یہ تمام مسلمان جانتے ہیں کہ حدیث کے مقابلے میں کسی کی بھی رائے قبول نہ ہوگی بلکہ اسے چھوڑ دیا جائے گا اور حدیث رسول اللہ ﷺ پر

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کیا جائے گا یہی رسالت کا حق ہے۔

قبیصہ بن فرماتے ہیں:

"اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی سیدنا عبادہ بن صامت انصاری ؓ نے جو (بیعت عقبہ میں) انصار کے نمائندے تھے، سیدنا معاویہ ؓ کی معیت میں روم کے علاقہ میں جہاد کیا۔ (وہاں) انہوں نے دیکھا کہ لوگوں نے سونے کی ڈلیوں کے بدلے دیناروں کا اور چاندی کی ڈلیوں کے بدلے درہموں کا لین دین کر رہے ہیں۔ عبادۃ بن صامت ؓ نے فرمایا لوگو! تم سود کھا رہے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر نہ اس میں زیادتی ہو اور نہ ادھار" سیدنا معاویہ ؓ نے فرمایا ابو الولید میرے خیال میں سود وہی ہے جو ادھار ہو۔"

حضرت عبادۃ بن صامت ؓ نے فرمایا میں آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان سناتا ہوں اور آپ مجھے اپنی رائے بتاتے ہیں اگر اللہ تعالی مجھے (اس جہاد سے سلامت) واپس لے گیا تو میں اس علاقے میں نہیں رہوں گا جہاں مجھ پر آپ ؓ کی حکومت ہو۔ جب وہ جہاد سے واپس ہوئے (تو حضرت معاویہ ؓ کے ساتھ شام جانے کے بجائے) مدینہ جا پہنچے، حضرت عمر ؓ نے فرمایا ابو الولید آپ یہاں کیوں تشریف لائے؟ حضرت عبادۃ ؓ نے واقعہ بیان کیا اور معاویہ ؓ کے ساتھ رہنے کے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ بھی بیان فرمادیا۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: ابو الولید اپنے علاقے میں واپس چلے جایئے اللہ برا کرے اس علاقے کا جس میں آپ اور آپ جیسے افراد نہ ہوں اور سیدنا امیر معاویہ ؓ کو لکھ کر بھیجا عبادہ پر آپ کی کوئی حکومت نہیں اور عبادہ نے جو کچھ کہا ہے (یعنی جو حدیث نقل کی ہے) لوگوں سے اسی کے مطابق عمل کراؤ کیونکہ (شریعت) کا حکم یہی ہے۔

نوٹ: خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں۔

مذکورہ حدیث نے واضح کر دیا کہ امیر معاویہ ؓ کی یہ صرف رائے تھی اگر وہ اپنی رائے سے بات نہ کرتے تو فرماتے کہ میرے پاس بھی حدیث رسول ﷺ ہے میں اپنی طرف سے

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہہ رہا مگر امیر معاویہ ؓ کا یہ سننا کہ یہ آپ کی رائے ہے اور پھر اس کے بعد آپ کا خاموش ہونا میتین دلیل ہے کہ امیر معاویہ ؓ کے پاس اپنے موقف کی کوئی دلیل نہ تھی ۔۔۔ اور حدیث کے آخری الفاظ جس میں عمر ؓ نے فرمایا کہ لوگوں کو اسی کے مطابق عمل کراؤ جو عبادۃ بن صامت ؓ نے حدیث سنائی ہے اور یہی (شریعت) کا حکم ہے لہذا اب عمر ؓ نے بھی عبادہ بن صامت ؓ کے موقف کے اتباع کرنے والے ہوگئے کیونکہ عبادۃ ؓ کے پاس واضح حدیث رسول ﷺ موجود تھی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس دلیل نہ تھی وہ صرف اپنی رائے کا اظہار فرمارہے تھے۔ ❶

اب فیصلہ قارئین آپ کیجئے کہ حدیث رسول ﷺ پر ایمان لائیں کہ معترضین کی طرح قیاس وآراء پر کیوں کہ دین قرآن و صحیح حدیث کا نام ہے آراؤں اور قیاسوں کا نام نہیں ہے۔

الحمد للہ ہم نے یہ ثابت کردیا کہ معترضین نے دھوکے سے جس موقف پر مباحلہ کا اعلان کیا ہے وہ موقف ہی رائے پر قائم ہے۔

معترض سو مرتبہ ہمارے پیش کردہ دلائل کو پڑھیں اور ابن عمر اور ابن عباس ؓ کی طرح حدیث قبول کرنے والا بنے خواہ مخواہ حدیث کے خلاف قیاس اور اٹکل کے گھوڑے نہ دوڑائے

---

❶ امیر معاویہ ؓ کبار صحابہ اور کاتبین وحی میں شمار تھے ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ تمام صحابہ کی توقیر اور عزت کریں اور صحابہ کے لئے کسی قسم کی خلش دل میں پیدا نہ کریں کیونکہ یہ پاکیزہ جماعت تھی جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوچکا ہے امیر معاویہ ؓ حدیث کا رد کرنے والے نہ تھے یہ واقعہ عبادہ ؓ کے ساتھ ان کا اس لئے پیش آیا کہ اس وقت معاویہ ؓ کے پاس حدیث موجود نہ تھی اگر آپ کے پاس حدیث موجود ہوتی تو آپ کبھی بھی اپنی رائے کو مقدم نہ کرتے بلکہ حدیث رسول ﷺ کو مقدم رکھتے لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت اونچے اور عظیم ہیں ان کیلئے رائے کے دانے کے برابر بھی دل میں خرابی پیدا کرنا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کے مترادف ہے (محمد حسین میمن)

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو اس فعل پر شہرت ضرور ملے گی مگر اللہ کی ولایت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ولایت صرف نبی کریم ﷺ کی بات کو قبول کرنے میں اور آپ ﷺ کی اتباع میں ہی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اے نبی ﷺ فرمادیں کہ تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔ (آل عمران:۳۱)

قارئین کرام کئی صحابہ ایسے ہیں جن تک احادیث نہ پہنچیں بظاہر ان کا فتویٰ حدیث کے مطابق نہ ہوتا مگر جوں ہی حدیث کے علم کا انہیں ادراک ہوتا وہ فوراً بغیر کسی چوں چرا کے اپنے موقف سے رجوع کرتے۔ ایک قاعدہ یہاں ذکر کرتا چلوں کہ اگر کوئی صحابی یہ کہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فلاں حدیث نہیں سنی اور اسی مسئلہ میں دوسرے صحابی یہ کہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی ہے تو بات اس صحابی کی مانی جائے گی جو یہ کہتا ہے کہ میں نے سنی ہے کیونکہ جس صحابی نے انکار کیا تو وہ ایک عذر ہے کیونکہ انہوں نے نبی ﷺ سے نہیں سنا۔ لہٰذا امیر معاویہ ؓ نے وہ حدیث نہیں سنی جس کا علم عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا مگر عبادہ بن صامت نے نبی کریم ﷺ سے اس حدیث کو سنا تو بات اب ان کی قبول کی جائے گی کیونکہ علم ان کے پاس ہے۔ اور صحابہ نبی کریم ﷺ کے پاس چوبیں گھنٹے ساتھ نہیں ہوا کرتے تھے۔ یہ بات تو واضح ہے امیر معاویہ ؓ بھی ہر وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ نہیں ہوتے تھے کیونکہ صحابہ کرام ؓ کے ساتھ معاش اور گھریلو مصروفیات بھی ہوا کرتی تھیں یہی وجہ ہے کہ ہر حدیث ہر صحابی تک نہیں پہنچی۔ میرے خیال سے معترض چاشت کی نماز کے تو قائل ہونگے ؟؟ اگر ان کو اس میں کوئی تعارض نظر نہ آیا ہوگا تو ۔۔۔۔ مگر ام عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"ما صلى رسول الله ﷺ الضحى قط في حضر ولا سفر"

(صحیح البخاری، ج۱، ص۱۹۷)

"میں رسول اللہ ﷺ کو صلاۃ الضحیٰ (چاشت) کی نماز کبھی بھی پڑھتے نہیں دیکھا۔"

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

اب اگر معترض کو یہ کہا جائے کہ آپ چاشت کی نماز کے اگر قائل ہیں تو امی عائشہؓ نے تو کبھی بھی نبی کریم ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا لہذا چاشت کی نماز درست نہیں اور میں مباہلہ کا اعلان کرتا ہوں وغیرہ وغیرہ تو کیا یہ بات درست ہوگی؟؟

ہرگز نہیں کیوں کہ دانائی حکمت کی یہی سب سے بڑی دلیل اور تقاضا ہے کہ شرعی دلائل پر غور کیا جائے کیونکہ عدم ذکر سے عدم شئی لازم نہیں آتا۔

بالکل اسی طرح سے امی عائشہؓ کے علم نہ ہونے کی وجہ سے چاشت کی نماز کا نہ ہونا ثابت نہ ہوگا کیونکہ جو انہوں نے دیکھا انہوں نے بیان کر دیا اور جو دوسرے صحابہ نے دیکھا تو انہوں نے بیان کر دیا۔ ام ہانیؓ نے چاشت کی نماز کا ذکر فرمایا۔ کیونکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پڑھتے دیکھا۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور پھر آٹھ رکعت (چاشت) کی نماز پڑھی۔ (صحیح بخاری کتاب التہجد، رقم:۱۱۷۶)

لہذا ام ہانی نے نبی کریم ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا سو انہوں نے اس حدیث کو آگے پہنچا دیا۔

اب ہم یہاں مزید وضاحت کیلئے چند مثالیں پیش کرتے ہیں جو کہ اس بات کی دلیل ہے کہ کئی احادیث کئی صحابہ کے علم میں موجود نہ تھیں ان کے علم نہ ہونے کی وجہ سے حدیث کی حیثیت پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ مثلاً:

❶ فاروق اعظمؓ اور عمارؓ کا تیمم کے بارے میں واقعہ معروف ہے۔ حضرت عمرؓ سے کسی نے پوچھا۔ اگر میں جنبی ہو جاؤں اور پانی نہ پاؤں تو کیا کروں؟ انہوں نے فرمایا ایسی صورت میں نماز نہ پڑھو۔ حضرت عمارؓ نے فرمایا امیر المومنین کیا آپ کو یاد نہیں میں اور آپ سفر میں تھے ہمیں غسل کی ضرورت پڑی پانی تھا آپ نے نماز نہ پڑھی اور میں زمین پر لوٹ پوٹ ہو گیا۔ پھر نماز پڑھ لی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ سارا ماجرہ کہہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے یہی کافی تھا کہ اپنے دونوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں کو زمین پر مارتا پھر ان پر پھونک مار کر اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مل لیتا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے مزید یاد نہیں ۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم کتاب التیمم رقم ۳۳۸)

❷ سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ پر دادی کی میراث والی حدیث نہیں پہنچی یہاں تک کہ انہیں مغیرہ بن شعبہ نے یہ حدیث سنائی۔ (موطأ امام مالک ۵۱۳/۲)

❸ عمر رضی اللہ عنہ کو انگلیوں کی دیت کی حدیث معلوم نہ تھی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد انہیں ال عمرو بن حزم کی کتاب سے دلیل ملی کہ نبی ﷺ نے فرمایا تمام انگلیاں دیت کے اعتبار سے یکساں ہیں۔ (سنن البیهقی ج/ص ۹۳)

❹ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ حدیث موجود نہ تھی کہ کسی کے گھر جاؤ تو تین مرتبہ اجازت چاہو حتی کہ انکو ابو موسی نے اس حدیث کی خبر دی۔ (صحیح بخاری رقم ۷۳۵۳)

❺ طلاق ثلاثہ کے بعد عورت کا اپنے خاوند جس سے طلاق ہوئی اس کے گھر میں نہ اس کی عدت ہے اور نہ ہی اس کے خاوند پر عورت کا نفقہ اور سکنی ہے یہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی۔ (صحیح مسلم رقم ۱۵۵۰)

ایسے انگنت مسائل موجود ہیں جن کا علم صحابہ کو نہ تھا مگر نبی کریم ﷺ کے دور مبارک میں یا آپ کے بعد صحابہ کو دوسرے صحابی کے ذریعے احادیث کا ادراک ہوا بعین یہی بات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر صادر آتی ہے کہ آپ کو اس حدیث کا علم نہ تھا جس کا علم عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کو تھا یہ قاعدہ اہل اصولین کے نزدیک متفقہ ہے کہ اگر ایک صحابی کسی مسئلہ میں انکار کرتا ہے اور دوسرا صحابی اقرار کرتا ہے تو بات اس صحابی کی مانی جائے گی جو اثبات میں بیان کرتے ہیں کیونکہ جو صحابی انکار کر رہے ہیں انہیں اس حدیث کا علم نہ ہو سکا اور جن صحابی کو اس کا علم ہو گیا تو انہوں نے اسے بیان کر دیا۔❶

---

❶ اس مسئلے کے تفصیلی ادراک کے لیے الاستاذ ڈاکٹر عبد الکریم بن علی کی کتاب "مخالفة الصحابي للحديث النبوي الشريف" کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا۔ جس کو مکتبۃ ارشد الریاض نے شائع کیا

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر معاویہ ؓ ان جلیل وقدر صحابہ میں شمار ہوتے تھے جو رسول اللہ ﷺ سے بہت قریب اور آپ کے جانشین تھے معاویہ ؓ کے بارے میں یہ بات یاد رکھیں کہ اگر وہ کوئی حدیث بیان کرتے تو وہ نبی کریم ﷺ سے سنی ہوتی تو وہ لازماً اس کا حوالہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے اور اگر ان کی رائے ہوتی تو معاویہ ؓ خاموشی اختیار کرتے جیسا کہ عبادہ بن صامت ؓ کے سامنے خاموشی اختیار کی کیونکہ وہاں آپ کی رائے تھی اور جہاں آپ کی رائے نہ ہوتی تو وہاں واضح کر دیتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے مثلاً:

امیر معاویہ ؓ نے جب کچھ لوگوں کو عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو آپ ؓ نے فوراً انکار کیا اور فرمایا:

"ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے اور ہم نے یہ نماز پڑھتے ہوئے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا بلکہ عصر کے بعد آپ ﷺ نے ان دو رکعتوں کو پڑھنے سے روکا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب المناقب رقم ۳۷۶۶)

اب ذرا غور کیجئے معاویہ ؓ کے ان الفاظ پر جو آپ کی رائے تھی اور وہ جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔

معاویہ ؓ کی رائے کے الفاظ:

"ہم نے نبی ﷺ کی صحبت پائی اور ہم نے یہ حدیث نبی ﷺ سے نہیں سنی۔"

عبادہ بن صامت ؓ نے معاویہ ؓ کو فرمایا تھا کہ آپ اپنی رائے مجھے بتاتے ہیں اور میں حدیث۔۔۔۔۔

وہ الفاظ جو معاویہ ؓ نے بالمشافہ نبی ﷺ سے سنے ہم نے نبی ﷺ کی صحبت پائی اور آپ ﷺ نے ان دو رکعتوں کو پڑھنے سے منع کیا۔

غور کیجئے جس طرح عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے بارے میں معاویہ ؓ نے ممانعت کی حدیث کا ذکر فرمایا اگر عبادۃ بن صامت کے مقابلے میں ان کے پاس حدیث ہوتی تو وہ بیان

ہے۔

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو منع کرتے ہوئے سنا۔۔۔۔۔ جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امیر معاویہ ؓ کا موقف رائے پر مبنی تھا اور سیدنا عبادۃ ؓ کا موقف قوی اور حدیث پر مبنی تھا اسی لئے عمر ؓ نے عبادۃ بن صامت ؓ کے موقف کو نافذ کروایا اور اسے شریعت قرار دیا۔ معاویہ ؓ کا کہنا کہ ہم نے نبی ﷺ کو یہ فعل کرتے ہوئے نہیں دیکھا تو قاعدہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کئی احادیث کئی صحابہ تک نہیں پہنچتیں اس کی ایک طویل فہرست موجود ہے یہاں استیعاب مقصود نہیں پچھلے اوراق میں میں نے چند نظائر قارئین کی خدمت میں گوش گوار کئے ہیں۔

الحمد للہ ہم نے دلائل اور براہین سے ثابت کر دیا کہ صحیح مسلم کی جن تین احادیث صحیحہ کے بارے میں معترض نے اعتراضات کئے اور زبردستی ان احادیث کو معارض ہو ناثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہم ان احادیث میں تطبیق اصولوں اور ضوابط کی روشنی میں پیش کر دیئے ہیں۔

ہمارا چیلنج یاد رکھیں کہ امیر معاویہ ؓ کے قول کو حدیث پر ترجیح دی گئی ہے امیر معاویہ ؓ کے قول کو مرفوع حدیث ہو ناثابت کریں ورنہ اپنے خود ساختہ قول سے رجوع کریں۔

معترض نے قرآن مجید کے بارے میں لکھا ہے کہ قرآن میں نقد میں سود کا کوئی ذکر نہیں۔ قرآن کی روشنی میں بھی حضرت معاویہ ؓ صحیح ثابت ہوتے ہیں ۔

ماشاءاللہ معترض نے کیا فہم قرآن پایا ہے جن کو رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کے علم کی دعا دی وہ تو عبادۃ بن صامت ؓ والی حدیث کو قبول کرتے ہیں اور ان کی زبان سے یہ نہ نکلا کہ یہ حدیث قرآن کیخلاف ہے، لیکن معترض کا فہم قرآن اتنا زبردست ہے کہ جو بات صحابی رسول ﷺ کو سمجھ میں نہ آئی وہ انہیں گھر بیٹھے سمجھ میں آگئی۔ ایسا لگتا ہے کہ معترض اگر صحابہ کے دور میں ہوتا تو وہاں بھی مباہلہ کا چیلنج دیتا۔۔۔۔۔

محترم قارئین قرآن مجید میں کئی آیات ایسی ہیں جو ذکر کی گئی ہیں لیکن اس کی تشریح اور

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ نبی کریم ﷺ کا ہی منصب تھا اور اس منصب پر اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو فائز کیا تھا اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴾

(النحل: ۴۴)

"یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا آپ اس کے مطالب اور مفاہیم بیان کردیں۔"

یہاں "تبیان" سے مراد وضاحت ہے جس سے مراد قرآن مجید کی آیات کو آپ ﷺ واضح کریںگے۔ یہ وہ منصب ہے جسے اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو عطا فرمایا۔

معترض کا یہ کہنا کہ قرآن شریف کی دسوں (سورۃ بقرۃ آیات نمبر ۲۷۹، ۲۷۸، ۲۸۰) میں صرف اور صرف ادھار والے سود کا ذکر ہے جب کہ پورے قرآن مجید میں سود کا کوئی ذکر نہیں۔

ان کے اس اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حلال، حرام، نماز کا طریقہ، لیکن دین کے جملہ مسائل سب کچھ قرآن سے ہی اخذ کئے ہیں اسی لئے یہ قرآن سے سود کے تمام مسائل کو اخذ کرنا چاہتے ہیں۔

محترم قارئین! قرآن مجید میں ان گنت ایسے مسائل ہیں جس کے بارے میں صرف اشارہ موجود ہے قرآن میں باقی مکمل تفصیل حدیث ہی کرتی ہے۔

امام الحرمین الجوینی رحمہ اللہ نے بہت خوبصورت بات کہی آپ فرماتے ہیں:

"قد نص الله تعالىٰ تحريم الربا وتوعد عليه، ولكن ذكرالربا، مجملاً في القرآن، والتغير محال على بيان رسول الله ﷺ"

(نهاية المطلب في دراية المذهب، ج۵، ص۶۴)

"اللہ تعالی نے سود کے اور اس کی وعید پر نص عنایت کی ہے اور یقیناً قرآن میں سود کا ذکر اجمالاً ذکر کیا گیا ہے اور اس کی تفصیل رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔"

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں صرف چار اشیاء کو ہی حرام قرار دیا ہے، مردار، بہتا خون، خنزیر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

www.KitaboSunnat.com

کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور اور یہ اعلان کر دیا گیا کہ

(قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا ـــــ) (الانعام: ۱۴۵)

"آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ـــــ"

مندرجہ بالا آیت میں صرف چار اشیاء کے علاوہ نبی پر کسی چیز کو حرام نہیں قرار دیا گیا یعنی ان چار اشیاء کے علاوہ سب کچھ حلال ہے۔

اب معترض سے سوال یہ ہوگا کہ:

کتا، ریچھ، سانپ، بچھو، لومڑی، شیر، چیتا، چوہا کیا یہ جانور حلال ہیں یا حرام۔

قرآنی بیان سے تو یہ حلال ہیں کیونکہ چار اشیاء کے علاوہ کسی چیز کو قرآن نے حرام نہیں قرار دیا اگر آپ کہیں گے کہ یہ حرام ہیں تو پھر وہ حدیث جس میں حرام کردہ چیزوں کی ایک فہرست ہے وہ (معترض کے قاعدہ کے مطابق) قرآن سے متعارض ہوگی اور غیر مقبول ہوگی۔۔(کیونکہ معترض نے قرآن سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قرآن میں ادھار پر سود کا ذکر ہے نقد پر سود کا ذکر نہیں ہے اسی لئے قرآن پر زیادتی مقبول نہیں، بعین اسی طرح قرآنی بیان سے صرف چار اشیاء ہی حرام ہیں اگر حدیث چار کے علاوہ اور اشیاء کو بھی حرام قرار دے رہی ہے تو وہ بھی زیادتی ہوگی جو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر یہاں حدیث قبول ہوگی تو کن قواعد و ضوابط کی صورت میں؟؟ اگر یہاں قواعد و ضوابط پر عمل ہوگا تو سود والی آیت کی تشریح کے لیے حدیث رسول ﷺ کیوں مقبول نہ ہوگی؟؟ اب ہم باقی حرام چیزوں کو کس کھاتے میں ڈالیں گے؟؟ یا پھر نئی اصطلاحات کو وجود دیں گے؟؟)) اور اہل علم کو ایک نئے فتوے سے روشناس کروائیں گے فیصلہ آپ کے اختیار میں ہے اور اگر آپ حرام کی طرف جائیں تو سمجھ لیں قرآن مجملاً ذکر کرتا ہے

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حدیث اس کی تشریح کرتی ہے اسی طرح سورۃ بقرۃ میں سود کا حکم اجمالاً ذکر کیا گیا ہے اور اس کی مختلف انواع پر سنت نے بحث کی ہے اور یہی منصب حدیث کو قرآن نے دیا ہے۔

لطیفہ: ایک منکرین حدیث سے گفتگو ہوئی اس نے کہا کہ قرآن میں گدھے کی حرمت کا ذکر موجود ہے کہ وہ حرام ہے۔ ہم نے کہا کہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ گدھا حرام ہے دلیل کے طور پر منکرین حدیث نے آیت پیش کی کہ

(مثل الذین حملو التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیات اللہ)

ترجمہ: ''جن لوگوں کو تورات کا حامل بنایا گیا تھا پھر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔''

منکر حدیث نے کہا گدھا رجس ہے اسی لئے کفار کے لئے اس کی مثال دی گئی۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر اس کی حرام ہونے کی دلیل یہی ہے (کیونکہ حدیث توان کے نزدیک قرآن سے ٹکراتی ہے اس لئے مقبول نہیں) تو پھر بھیڑ، بکری، گائے، سارے چوپائے حرام ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے فرمایا:

(اولئک کالانعام بل ھم أضل)

''یہ لوگ تو چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ اس بھی زیادہ گمراہ۔''

تو اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے چوپایوں کی مثال دی تو اب ان کے قاعدے کے مطابق چوپائے بھی حرام کیوں کہ کافر رجس اور نجس ہے۔

ذرا سوچئے حدیث قرآن مجید کا خلاصہ بیان کرتی ہے اگر اسے چھوڑ دیں گے تو جگہ جگہ پر ایسی مضحکہ خیز غلطیاں کرینگے جن سے قرآن فہمی نہیں بلکہ شک وشبہات کی آبیاری ہوگی۔۔۔

لہٰذا ایسی کئی آیات ہیں جن میں اجمالاً ذکر موجود ہیں مگر حدیث نے اسکا خلاصہ اور تفصیل ذکر فرمائی ہے کیونکہ جس سورۃ بقرۃ کی آیت سے معترض حدیث کو رد کرنے کی جستجو کر رہا ہے وہ حدیث ہر گز قرآن کے خلاف نہیں بلکہ قرآن کے احکامات کی تفصیل ہے۔ اگر قرآن مجید میں بقول معترض کے صرف ادھار والے سود کا ذکر ہے تو اگر حدیث نے نقد سود کا ذکر کر دیا

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

تو کونسا پہاڑ ٹوٹ پڑا؟؟

اور یہ کوئی تناقض نہیں ہے اور نہ ہی آج تک کسی اہل علم نے اس حدیث کو تعارض سمجھا قرآن مجید کی آیت سے بلکہ ایسی تو ان گنت مثالیں موجود ہیں جس کی تفصیل حدیث بتاتی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کا ذکر فرمایا جن سے آپ نکاح نہیں کر سکتے وہ خواتین آپ کی محرمات میں سے ہیں اللہ تعالیٰ نے جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام قرار دیا ہے وہ یہ عورتیں ہیں۔

❶ تمہاری مائیں ❷ تمہاری لڑکیاں ❸ تمہاری بہنیں ❹ تمہاری پھوپھیاں ❺ تمہاری خالائیں ❻ بھائی کی لڑکیاں ❼ بہن کی لڑکیاں ❽ تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمہیں دودھ پلایا ❾ تمہاری دودھ شریک بہنیں ❿ تمہاری ساس ○ تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہے۔ تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو۔ہاں اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ○ اور تمہاری صلبی سگے بیٹوں کی بیویاں ⓫ اور تمہارا دو بہنوں کا جمع کرنا۔ (النساء :۲۳)

مذکورہ فہرست میں جو قرآن مجید سے ماخوذ ہے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تمام عورتیں جن کا ذکر گزر چکا ہے حرام ہیں ان خواتین کے علاوہ باقی سب خواتین حلال ہیں لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے بھتیجی، پھوپھی اور بھانجی اور خالہ کو ایک نکاح میں جمع کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ اب اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ قرآن مجید میں صاف طور پر جن عورتوں سے نکاح کی ممانعت کی گئی ہے اس فہرست میں یہ مذکور نہیں ہے کہ بھتیجی پھوپھی بھانجی اور خالہ کا نکاح بیک وقت ایک آدمی سے نکاح حرام ہے حالانکہ اس مسئلہ پر کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ حدیث قرآن کی مذکورہ حرام کی ہوئی عورتوں میں مزید اضافہ کرتی ہے۔ اب بتائیں کیا یہ حدیث قرآن مجید کے خلاف ہے؟ کیا اس پر عمل کیا جائے گا؟؟؟

اگر یہ بھی تعارض لگتا ہے تو آپ تحریری طور پر ہمیں یہ لکھ کر ارسال کریں گے کہ بھتیجی اور پھوپھی، بھانجی اور خالہ کا ایک وقت میں ایک آدمی کے نکاح میں آنا درست ہے اور اگر آپ کا اس حدیث پر عمل ہے تو صحیح مسلم کی حدیث پر عمل کرنے میں کونسی چیز آپ کو مانع ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اگر اسی طرح سے غور کیا جائے سورۃ البقرۃ میں جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "واحل اللہ البیع وحرم الربا" اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام۔

اس آیت میں بیع اور ربا کو خواہ عام کہا جائے یا مجمل قرار دیا جائے لیکن اس کی جزئیات اور صورتوں کو بیان نہیں کیا گیا۔ بیع کے معنی خرید و فروخت اور ربا کے معنی بڑھوتری کے ہیں یہ امر ظاہر ہے کہ جس طرح ہر قسم کی خرید و فروخت جائز نہیں اسی طرح ہر قسم کی بڑھوتری ناجائز نہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

(یا ایھاالذین آمنولاتاکلو الرّبوا اضعافا مضاعفۃ)

"اے ایمان والو یہ بڑھتا اور چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو۔"

بظاہر آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سود کی زائد وہ مقدار حرام ہے جو کہ زائد اور کثیر ہوگی کم مقدار حرام نہیں لیکن اس کی پوری کیفیت حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔

اسی طرح سے قرآن مجید میں لین دین کے مسائل کا ذکر موجود ہے سورۃ بقرۃ میں لین دین کے مسائل کو تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(واشھدوا اذا تبایعتم) (البقرۃ:۲۸۲)

"اور خرید و فروخت کے وقت بھی گواہ مقرر کرلیا کرو۔"

آیت مبارکہ کا عموم اس چیز کا متقاضی ہے کہ ہر لین دین میں گواہوں کو مقرر کیا جائے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز اور بڑی سے بڑی چیز کو لینے اور دینے کیلئے گواہ مقرر کئے جائیں؟ کپڑے کی دکان پر جب رمضان کے مہینے میں خصوصاجب چاند رات ہو تو کیا اس جگہ ممکن ہے ہر خرید و فروخت پر گواہ مقرر کیا جائے؟

آخر آیت کے عموم کو کون خاص کرے گا کون ہمیں اس کا خلاصہ بتائے گا لازمی امر ہے کہ وہ ذات ہی ان آیات کے بارے میں وضاحت کرے گی جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تبین کے منصب پر گامزن فرمایا ہے اور وہ ذات آخری نبی محمد ﷺ ہیں۔

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمدللہ یہ بات واضح ہے کہ ہم نے معترض کے اشکال کو علمی بحث کے ذریعے ان کے جوابات مہیا کر دیئے ہیں۔ مگر ساتھ ساتھ یہ بھی ہم کہتے چلیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس حدیث حدیث میں نقد از نقد سودے کو سود قرار دیا ہے، وہ سودا دراصل ایک جنس کے ساتھ کمی بیشی پر مبنی تھا۔

دو صاع یا تین صاع کھجور دے کر ایک صاع کھجور لے لی اس بیع واضح کمی یا بیشی اور ناپ تول میں کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے حدیث جو معترض کو قرآن کے خلاف نظر آئی وہ حدیث بھی الحمدللہ قرآن مجید کے بعین مطابق ہے۔ ❶

غور فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ۝ۚ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ۝ۚ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۝ۚ ﴾
(الشعراء: ۱۸۱-۱۸۳)

"ناپ پورا بھرا کرو کم دینے والوں میں شمولیت نہ کرو، اور سیدھی صحیح ترازو سے تولا کرو۔ لوگوں کو ان کی چیزیں کمی سے نہ دو اور بے باکی کے ساتھ زمین پر فساد نہ مچاؤ۔"

اس آیت میں ناپ تول کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ترازو انصاف کے ساتھ قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یاد رکھا جائے کہ بلال رضی اللہ عنہ والی حدیث میں واضح ناپ تول نقصان تھا۔ دو صاع گھٹیا کھجور کے بدلے ایک صاع اچھی کھجور۔ مزید اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

❶ یہ کوئی قاعدہ نہیں ہے کہ جو حدیث قرآن کے مطابق ہوگی وہی مقبول ہوگی بلکہ ہر وہ حدیث جس کی صحت ثابت ہو جائے وہ قرآن مجید کی تشریح اور خلاصہ ہی ہوتی ہے۔ ہم نے یہاں صرف معترض کو سمجھانے کے لیے یہ بات کی ہے ورنہ سلف میں یہ قاعدہ مشہور ہے کہ قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ شرط لگاتی ہو کہ جو بات نبی کریم ﷺ کی بظاہر قرآن کے مطابق ہو تو اسے لے لینا چاہیے اور جو اس کے خلاف بظاہر دکھائی دے تو اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ بلکہ قرآن مجید میں حدیث پر عمل کرنے کا حکم مطلق دیا گیا ہے۔ یہاں موقع نہیں ہے ورنہ ان گنت دلائل اس کے موجود ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے۔ (الرسالہ امام شافعی)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴾ (هود: ۸۵)

"اے میری قوم ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کرو۔ لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد اور خرابی نہ مچاؤ۔"

مندرجہ بالا آیت میں بھی انصاف کے ساتھ ناپ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور چیزیں کم دینے سے روکا گیا ہے۔ واضح رہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے دو صاع کھجور گھٹیا دے کر ایک صاع اچھی کھجور لی۔ اس سودے میں ناپ تول کی کمی واضح ہے اسی علت سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اپنی کھجوریں آپ بیچ ڈالتے پھر اس کے پیسوں سے اچھی کھجور خریدتے تاکہ ناپ اور تول میں کمی واقع نہ ہو۔ تیسری آیت:

﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴾ (مطففین: ۱۔۳)

"بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی، جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔"

اس آیت مبارکہ سے بھی بلال رضی اللہ عنہ والی حدیث کی تائید ہوتی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ سے جو دو صاع کھجوریں لی گئیں وہ زیادہ لی گئیں اور جب دیا گیا تو ناپ تول میں واضح کمی کر دی گئی۔ دو صاع کی جگہ ایک صاع۔

ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ وہ کھجوریں جو بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں وہ گھٹیا تھی اس لیے دو صاع کی جگہ ایک صاع دیا گیا تو یاد رہے کہ قرآن مجید میں مطلق طور پہ کمی بیشی حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام کاسانی نے ان آیات کی رو سے بلال رضی اللہ عنہ والی بیع کو حرام قرار دیا ہے۔ دیکھیے (بدائع الصنائع للکاسانی، ج ۴، ص ۲۰۲)

یہی وجہ ہے کہ اہل علم نے بلال رضی اللہ عنہ والی حدیث جسے (بیع الفضل) کہا جاتا ہے اس کو ربا (سود) قرار دیا ہے۔ موسوعۃ الفقہیۃ جو کہ کئی سینکڑوں کبار علماء کی تالیف ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
Tahafuz-e-hadees foundation
www.difaeislam.com

www.KitaboSunnat.com

ان سب نے اس موسوعۃ میں "بیع الفضل" بلال رضی اللہ عنہ والی حدیث نے دو صاع گھٹیا کھجور دے کر ایک صاع اچھی کھجور خرید لی نقد از نقد کو سود (ربا) میں داخل کیا ہے۔اور بیع الفضل اور بیع النسیئۃ دونوں کو ربا کے باب میں لا کر سود کا حکم لگایا ہے۔ان دلائل و براہین سے واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک میں کسی قسم کا کوئی تعارض نہیں بلکہ ہر حدیث اپنے محل اور مناسبت کو واضح کرتی ہے۔

اس مختصر سی گفتگو میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ جس طرح ان آیات کی تفسیر اور صحیح منشاء رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے ذریعے ہی ممکن ہے بعین اسی طرح سے سود والی آیت کی بھی وہی تشریح معتبر ہوگی جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کی ہے۔

اس کے علاوہ ذہنی، سوچ، قیاسات، اٹکل، میرے خیال سے یہ ایسا، تمہارے خیال سے وہ ایسا یہ سب بیکار اور فضولیات ہیں ہمیں تو قرآن مجید کی معارفت بھی ہمارے رسول ﷺ کے ہی ذریعے نصیب ہوئی۔لہذا سلف وصالحین کا یہی متفقہ منہج تھا کہ قرآن مجید کی وہی تفسیر سب سے صحیح ہوگی جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی۔

آخری کلمہ

محترم قارئین ہم نے قرآن او حدیث اور اصول حدیث کے ذریعے سے معترض کے اعتراضات کے جوابات تحریر کئے ہیں اور مسلم شریف کی حدیث کے بارے میں جو صحیح تحقیق تھی وہ ہم نے پیش کر دی ہے۔۔۔اب اگر کوئی عند اللہ ماجور ہونا چاہے تو وہ وہی راستے اپنائے جو قرآن اور صحیح حدیث کا اور جو مومنین کا راستہ ہے۔ہمارے دیئے گئے دلائل کا رد صرف قرآن او صحیح حدیث کے دلائل اور محدثین کے اصول کے مطابق ہوگا۔۔۔ذاتی رائے، قیاس، میں نہ مانوں، میرے خیال سے یہ تمام چیزیں ہمارے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتی حدیث کی صحت اور ضعف کے لیے بھی محدثین کی ہی تصریحات موتعد رہوگی اور انہی کی جمہور رائے کو قبول کیا جائے گا یہی اصول ہے جس کی روشنی میں ہم نے قارئین کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تحقیقات پیش کی ہیں۔

کسی نے خوب کہا تھا

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار

وما علینا الا البلاغ

انا احقر من العباد

محمد حسین میمن
خادم (حدیث رسول ﷺ)

TAHAFUZ-E-HADEES FOUNDATION
VISIT OUR WEBSITE
"WWW.DIFAEISLAM.COM"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ